کیا عید میلاد النبی ﷺ منانا کتاب وسنت، اقوال صحابہ اور چاروں اماموں سے ثابت ہے؟

المسمی ب

القول الجلي في حكم الاحتفال بمولد النبي ﷺ

تحریر: أبو أحمد کلیم الدین یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام کی شفافیت کتاب وسنت کو فہمِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین عظام کے مطابق سمجھنے میں ہے، کیوں کہ ہر قسم کی آمیزش سے پاک دین خیر القرون میں موجود تھا، نیز ان کے اندر اتباع و فرمانبرداری کا جذبہ بعد میں آنے والوں کے مقابلے کہیں زیادہ تھا، خیر القرون کے بعد نت نئی چیزیں دین کے نام پر ایجاد ہوئیں، تقلید جمود اور تعصب و تنگ نظری کا دور شروع ہوا، اپنی کج فکری کو شریعت کا جامہ پہنایا جانے لگا.

اللہ رب العالمین اور آخری رسول محمد ﷺ نے دین کو سمجھنے کیلئے ایک ضابطہ بنا دیا، جو صحیح وغلط، خیر وشر، حق وباطل، ہدایت و ضلالت، سنت وبدعت، توحید وشرک کے مابین تفریق کرتا ہے، جو بھی اقوال وافعال اس ضابطہ کے مطابق ہوں گے وہی صحیح ہوں گے، اور اس ضابطہ کے مخالف چیزوں کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا.

اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿وَمَن يُشاقِقِ الرَّسولَ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُ الهُدى وَيَتَّبِع غَيرَ سَبيلِ المُؤمِنينَ نُوَلِّهِ ما تَوَلّى وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَساءَت مَصيرًا﴾

[النساء: ١١٥].

ترجمہ: جو شخص ہدایت اور حق کے واضح ہوجانے کے بعد بھی نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کرے گا، اور صحابہ کرام کے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راستہ پر چلے گا، ہم اس کا رخ اسی طرف موڑ دیں گے جدھر وہ جائے گا، اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے جو کہ بہت برا ٹھکانا ہے.

محترم قارئین: اس آیت میں جہاں نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کو جہنم میں جانے کا سبب بتایا گیا ہے وہیں منہج صحابہ کرام کو پس پشت ڈالنے والوں کیلیۓ بھی جہنم کی وعید ہے، مطلب یہ کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع وپیروی بالکل اسی طرح کی جائے گی جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا، نبی اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ و سلم سے محبت کا اور ان کی اتباع کا کوئی نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا جائے گا.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((... تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُوا : وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللہ؟ قَالَ : مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي))(۱).

مفهوم حدیث: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک کے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول وہ ایک جماعت کون سی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ جماعت میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والی ہوگی.

قارئین کرام: مذکورہ آیت اور حدیث سے اتنی بات تو واضح ہو گئی کہ دین کو سمجھنے کا جو معیار اللہ اور اس کے رسول نے مقرر کیا ہے وہ فہم صحابہ ہے، اگر کسی مسئلہ میں بعد میں آنے والے کی سمجھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سمجھ سے متعارض ہوتی ہے تو وہ سمجھ مردود ہوگی.

مندرجہ بالا اصول کو سمجھنے کے بعد ہم عید میلاد النبی ﷺ کو اس میزان پر تولتے ہیں تو وہ فہم صحابہ کے خلاف ملتی ہے، بلکہ شریعت کے روح کے منافی نظر آتی ہے، کیوں کہ عید میلاد منانے والے جن آیتوں (۲) سے استدلال کرتے ہیں وہ تمام آیتیں صحابہ کرام کے زمانے میں موجود تھیں، لیکن کسی ایک صحابی نے بھی ان آیتوں سے نبی اکرم ﷺ کے ولادت کے جشن منانے پر استدلال نہیں کیا، اور نہ ہی ان صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی نبی ﷺ کے زمانے میں یا ان کے بعد نبی ﷺ کی ولادت کا جشن منایا، اگر عید میلاد النبی ﷺ تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہوتا، یا اللہ کو یہ عمل محبوب ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس عمل کو زور و شور سے انجام دیتے.

اسی طرح جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تابعین عظام اور ائمہ اربعہ کے دور کو دیکھتے ہیں تو کسی ایک امام نے بھی عید میلاد النبی ﷺ منانے کیلئے نہیں کہا ہے، مطلب امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے زمانے میں سرے سے عید میلاد النبی ﷺ کا وجود ہی نہیں تھا، اور جن آیتوں سے عید میلاد النبی ﷺ کے قائلین اس کے جواز پر استدلال کرتے ہیں ان آیتوں کا مطلب بھی ائمہ اربعہ کے زمانے میں عید میلادالنبی ﷺ منانا نہیں تھا، اگر ان آیتوں کا مطلب عید میلاد النبی ﷺ ہوتا تو وہ اس کے منانے والوں کی صفوں میں سب سے آگے ہوتے.

جو لوگ ہمیں اماموں کو نہ ماننے کا طعنہ دیتے ہیں وہ خود اس مسئلہ میں کسی امام کو نہیں مانتے.

چند شبہات و اعتراضات اور ان کے جوابات

۱- کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسی دلیل دکھا دو جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے عید میلاد النبی ﷺ منانے سے منع فرمایا ہو.

سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے قرآن میں کہیں پر بھی نبی ﷺ کی جشنِ ولادت منانے کا حکم نہیں دیا ہے، اور اللہ سے زیادہ نبی ﷺ سے محبت کون کر سکتا ہے، اس کے باوجود اللہ رب العالمین نے امت مسلمہ کو جشن ولادت کی تلقین نہیں کی.

۲- ہو سکتا ہے کوئی یہ کہے کہ جن آیتوں سے ہم نے استدلال کیا ہے گرچہ اس میں عید میلاد النبی ﷺ منانے کی صراحت نہیں ہے، لیکن کیا نبی ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا ان آیتوں کے عموم میں داخل نہیں ہے؟

میں کہتا ہوں کہ دین اسلام میں بڑے سے بڑے مفسر پیدا ہوئے ہیں، جیسے: عبداللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم، اسی طرح عکرمہ، سعید بن جبیر، قتادۃ رحمہم اللہ وغیرہم، کیا ان میں سے کسی نے بھی ان آیتوں کے عموم سے جشن میلادالنبی ﷺ کے جواز پر استدلال کیا ہے؟

نیز ان آیتوں کا جو مفہوم صحابہ وتابعین اور مفسرین کرام کو سمجھ میں نہیں آیا اگر وہ مفہوم ان آیت سے آپ نکالنے کی کوشش کریں تو کیا اوپر پیش کی گئی اس آیت اور حدیث کے مخالف نہیں ہو گا جس میں دین کو اسی طرح سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے جس طرح صحابہ کرام نے سمجھا ہے؟

اور صحابہ کرام کی سمجھ کے مطابق عید میلاد النبی

ﷺ اس دین کا حصہ نہیں ہے.

اور رہی بات اس دلیل کی جس میں نبی اکرم ﷺ نے عید میلاد النبی ﷺ سے منع فرمایا ہے وہ حاضر خدمت ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد))(۳).

ترجمہ: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس ہماری دلیل موجود نہیں تو وہ عمل مردود ہے.

اب کوئی یہ کہے کہ اس میں تو عید میلاد النبی ﷺ سے منع تو نہیں کیا گیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح آپ کی اپنی سمجھ سے آیت کہ عموم میں عید میلاد النبی ﷺ منانا داخل ہوگیا تھا اسی طرح علماء کرام اور محدثین عظام کی سمجھ سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کی ممانعت اس حدیث کے عموم میں بطریق اولی داخل ہے، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ہر اس عمل کو مردود بتایا ہے جس پر دلیل موجود نہیں ہو، اور عید میلاد النبی ﷺ منانےکی دلیل کتاب وسنت، اقوال صحابہ اور اقوال ائمہ اربعہ میں کہیں نہیں ملتی تو یہ عمل یقینا مردود ہے.

پھر بھی اگر کوئی اس بات پر بضد ہو کہ کوئی ایسی حدیث دکھاؤ جس میں نبی اکرم ﷺ بطور خاص عید میلاد النبی ﷺ منانے سے منع فرمایا ہو، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ہمیں کسی حدیث میں یہ دکھا دیجئے کہ ایک رکعت میں تین سجدہ کرنے سے منع کیا گیا ہو؟

اسی طرح اذان میں اگر کوئی دو مرتبہ حی علی الصلاۃ کے بجائے تین مرتبہ کہے تو اس کے ناجائز ہونے کی دلیل کہاں ہے؟

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوا کہ ہم اپنی مرضی سے جس رکعت میں چاہیں تین سجدہ کریں، اور جب چاہیں اذان میں پانچ مرتبہ حی علی الصلاۃ کہیں، اور اگر کوئی ہمیں منع کرے تو ہم کہیں کہ اسے نہ کرنے کی دلیل لا کر دو.

ایسی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جس میں بطور خاص اس عمل کے نفی یا ممانعت کی دلیل کے مطالبہ کی صورت میں کوئی جواب نہیں بن پڑے گا.

ممکن ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ آپ نے جو مثالیں پیش کی ہیں ان میں اضافہ نہ کرنے پر امت کا اتفاق ہے، تو عرض ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ نہ منانے پر نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ ومحدثین اور فقہاء کرام کا اجماع ہے، تو اس مسئلہ میں آپ کا اعتراض کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟

۳۔ ممکن ہے کہ کوئی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہے کہ نبی اکرم ﷺ سموار کے دن روزہ رکھتے تھے، جب اس دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن میں پیدا ہوا تھا.

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش کا دن ہر ہفتے میں آتا ہے اور وہ سموار کا دن ہے، لیکن جشن ولادت منانے والے 12 ربیع الاول کو مناتے ہیں وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ، چنانچہ اس حدیث کو عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کی دلیل بنانے والے نبی کریم ﷺ کی مخالفت دو اعتبار سے کرتے ہیں، ایک تو وہ روزہ نہیں رکھتے، دوسری یہ کہ وہ سموار کے دن عید میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے، پتہ یہ چلا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی ولادت کی خوشی ہر سموار کو ہوتی تھی اور اس خوشی کے موقع پر نبی کریم ﷺ روزہ رکھتے تھے، جبکہ عید میلاد النبی ﷺ منانے والے نہ تو سموار کو مناتے ہیں اور نہ ہی روزہ رکھ کر عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں.

دوسری بات یہ کہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ اس حدیث پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیسے عمل کیا؟ کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی ﷺ کی ہر بات کو اپنے لئے حرز جاں سمجھتے تھے، لیکن اس کے باوجود کسی بھی صحابی سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ وہ سموار کے دن روزہ رکھ کر نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے، اور اوپر بات گذر چکی ہے کہ دین کو ویسے ہی سمجھنا ہے اور اسلامی احکام پر اسی طرح عمل کرنا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سمجھا تھا اور عمل کیا تھا، اور اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا نہیں سمجھا اور نا ہی نبی کریم

ﷺ نے انہیں اس بات کی تلقین کی یا ترغیب دلائی، اس لئے اس حدیث سے عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر استدلال کرنا کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں.

٤- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فرعون سے موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی نجات کی خوشی منائی جا سکتی ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کیوں نہیں منائی جا سکتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی نجات کی خوشی میں روزہ رکھ اللہ عبادت کی تھی، نہ کہ گانے بجانے کے ساتھ جلوس وغیرہ کا اہتمام کیا تھا، اور دوسری بات یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی نجات خوشی خود نہیں منائی تھی، بلکہ اللہ کے حکم پر منائی تھی، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ خود سے کچھ نہیں کہتے یا کرتے تھے، بلکہ جو اللہ رب العالمین کا حکم بذریعہ وحی ہوتا وہی کرتے تھے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

[النجم: ٣-٤]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ خود سے کچھ نہیں بولتے، جو وہ بولتے ہیں وہ وحی الہی ہوتی ہے.

اس آیت کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی نجات کی خوشی میں بطور شکرانہ روزہ رکھنے کا حکم وحی الہی ہے.

تیسری بات یہ کہ جس رب نے موسی علیہ الصلاۃ والسلام کی نجات کی خوشی میں روزہ رکھنے کا حکم دیا اسی رب نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جشن منانے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ کتاب وسنت یا صحابہ کے اقوال میں کہیں پر تو اس کا ثبوت ہونا چاہیے؟ یا کم از کم ائمہ اربعہ نے تو ان آیتوں سے عید میلاد النبی ﷺ پر استدلال کیا ہوتا؟

۵- کچھ لوگ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے چچا ابو لہب نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے خوشی کے موقع سے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا تھا.

اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس نے آزاد کیا تھا وہ کافر تھا، نیز اس نے نبی کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد نہیں کی تھی بلکہ اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا، نبی اکرم ﷺ تو ولادت کے چالیس سال کے بعد نبی بنائے گئے، ایک بات اور غور کرنے کی ہے کہ ابو لہب کو جب بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری ملی تو اس نے لونڈی آزاد کیا لیکن جب بھتیجے کی نبوت کی خبر ملی تو سامنے جاکر ایسی بد دعائیں دی اور ایسی بد کلامی کی اللہ تعالیٰ کو جلال آگیا اور اس ہمیشہ ہمیش کیلئے ابو لہب کو جہنمی بنا دیا اور اس مذمت میں ایک پوری سورہ نازل کر دی.

عید میلاد النبی ﷺ منانے کیلئے ایسے شخص کو دلیل بناتے ہو جو نبی کریم ﷺ کی ولادت پر تو خوش ہوا، لیکن ان کے نبی بنائے جانے پر ان کا جانی دشمن بن گیا، یعنی نبی کے دشمنوں سے اپنا جوڑتے ہو، یہ کس قدر افسوس کی بات ہے.

محترم قارئین: ہم اللہ کے غلام ہیں، اور نبی اکرم ﷺ

کے حکموں کے غلام ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کہا اس کا ماننا ہماری نجات کیلئے از حد ضروری ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں سے روکا ہے اس سے رکنا رب کے غیظ و غضب سے بچنے کیلئے ضروری ہے، نیز جو چیزیں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں باآسانی کی جا سکتی تھیں، اور اس کے کرنے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں تھی اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کا اس چیز کو کرنے کا حکم نہ دینا، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس کی طرف التفات نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چیزیں دین کا حصہ نہیں ہے، جیسے کہ عید میلاد النبی ﷺ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں آسانی سے منائی جا سکتی تھی،

کسی قسم کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں تھی، اس کے باوجود نہ نبی اکرم ﷺ نے اسے منانے کا حکم دیا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے اپنے طور پر منایا، اگر یہ بھلائی کا کام ہوتا تو صحابہ کرام اس سے پیچھے نہیں رہتے.

ہم زبان درازی کے بھی قائل نہیں ہیں وہ بایں معنی کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نہیں منایا تو کیا ہوا ہمیں خوشی ہے ہم منا رہے ہیں، مطلب صحابہ کرام نے جس کام کو بہتر نہیں سمجھا آپ صحابہ سے دو قدم آگے نکل کر اسے بہتر سمجھ رہے ہیں؟

اور کیا صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی نہیں تھی؟ صرف ہمیں ہی خوشی ہوتی ہے؟ یہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر ایک قسم کا گھناؤنا الزام ہوگا.

اس لئے قارئین کرام دین کو اسی طریقے سے سمجھنے کی کوشش کی جائے جیسا اللہ اور اس کے رسول ﷺ

نے بتایا ہے، اپنی سمجھ سے نا سمجھا جائے، ورنہ نعوذ باللہ شیعہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا کہنے کیلئے قرآن وحدیث کے دلائل دیتے ہیں، قادیانی کافر بھی اپنے جھوٹے کذاب نبی کی جھوٹی نبوت پر قرآن سے دلیل پیش کرتا ہے، اگر قرآن سے استدلال کے معاملے کو ایسے ہی شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جائے تو دین کی اصل صورت ہی مسخ ہو کر رہ جائے گی، چنانچہ ضروری نہیں کہ جو آپ سمجھیں وہی حق ہے، بلکہ حق وہی ہے جسے صحابہ کرام نے سمجھا ہے، اور صحابہ کرام نے جو حق سمجھا تھا اس میں عید میلاد النبی ﷺ منانا نہیں تھا.

واللہ اعلم بالصواب

ابو احمد کلیم الدین یوسف

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۸/ ربیع الاول ۱٤٤۱ھ

....

(1) جامع الترمذي (2641)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، سلسلہ صحیحہ (۱۳٤۸).

بعض لوگ اس حدیث کے سلسلے میں یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے تو اسے مشکاۃ میں ضعیف قرار دیا ہے، یقینا شیخ نے اسے مشکاۃ میں ضعیف کہا ہے، لیکن سلسلہ میں اس کے بعد صحیح کا حکم لگایا ہے. دیکھئے تراجعات الألباني (۱/۱۳۵/۱۹۸).

(2) جن آیتوں سے عید میلاد النبی کے جواز کے قائلین استدلال کرتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ (ابراهيم:5)

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (يونس:58)

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر:7).

(3) صحيح مسلم (۱۷۱۸).